محمد احسن علی خاں ندوی

حضرت جعفر طیارؓ

حضرت جعفرؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپؐ کے محبوب صحابی تھے۔ رسول اللہ ؐ کو آپؐ سے بہت محبت و الفت تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح آپؐ نے بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ آپ حضرت علی کے سگے بھائی تھے۔ عمر میں بڑے تھے، اور حضرت علی سے بہت محبت فرماتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوّت کا اعلان فرمایا، اور اہل مکّہ کو توحید کی دعوت دی تو آپؐ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں حضرت جعفر بھی پیش پیش تھے۔ آپ کے اسلام لانے کا قصہ اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت علیؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب رضی اللہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت جعفرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ابوطالب کو حضرت علیؓ کا اس طرح نماز پڑھنا بہت ہی اچھا معلوم ہوا اور آپ نے حضرت جعفر سے کہا کہ تم بھی اپنے بھائی کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤ۔

حضرت جعفرؓ نماز میں شریک ہو گئے۔ نماز میں آپ کو ایسا لطف و سرور ملا جس سے آپ اس کے شیدائی ہو گئے، اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

جس وقت حضرت جعفرؓ اسلام لائے ہیں یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ ہر قسم کا

ظلم وستم روا رکھتے تھے۔ جب ان کا ظلم وستم حد سے تجاوز کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت دے دی۔ بہت سے مسلمانوں نے حبش کی طرف ہجرت کی اور مہاجرین میں حضرت جعفرؓ بھی شامل ہو گئے اور ہجرت کر کے حبش پہنچ گئے۔

بادشاہ حبش نجاشی بڑا رحم دل اور سخی تھا اور اس نے ان مہاجرین کو بہ خوشی اپنے ملک میں پناہ دی اور ہر طرح کا سکون بہم پہنچایا۔ یہ لوگ سکون اور راحت کے ساتھ رہنے لگے۔ جب مشرکین مکّہ کو اس بات کا علم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں امن چین سے ہیں اور انھیں وہاں ہر طرح کی آسانیاں فراہم ہو گئی ہیں تو اس سے وہ بڑے کڑھے۔ وہ مسلمانوں کو چین و سکون سے رہتے دیکھنا بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ وہ انھیں ایذائیں پہنچا کر قلبی سکون حاصل کرتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کا سکون ان کے لیے روحانی اذیت کا باعث بن گیا۔

انھوں نے باہمی صلاح و مشورہ کے بعد طے کیا کہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکلوانا چاہیے اور ان کو واپس مکّہ لا کر پھر ایذائیں و تکلیفیں دینا چاہیے تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنے پرانے دین پر واپس آ جائیں۔

مشرکین مکّہ نے اس کام کے لیے دو آدمیوں کا انتخاب کیا جو دانائی و فراست میں عرب میں طاق تھے اور بڑے بڑے ان کی عقل و خرد کا لوہا مانتے تھے۔ یہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص تھے۔ اہل مکہ نے ان کو بہت سے تحفے تحائف دے کر حبشہ بھیجا۔ یہ لوگ حبشہ پہنچے اور پہلے بادشاہ کے درباری پادریوں سے ملے۔ ان کو بہت سے تحفے پیش کیے اور کہا کہ ہمارے کچھ غلام اپنے پرانے دین سے مرتد ہو کر یہاں بھاگ آئے ہیں۔ ہم کو شرفائے مکہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ انھیں ہمارے حوالہ کر دیں۔ آپ قوم کے سردار اور بڑے ہیں شاہ سے ہماری سفارش کر دیں تاکہ ہم انھیں لے جائیں۔

ان سے ملنے کے بعد انھوں نے نجاشی شاہ حبش سے ملاقات کی۔ تحفے تحائف پیش کیے اور اپنا مدعا اس کے سامنے رکھا۔ نجاشی نے کہا کہ وہ ہمارے پناہ گزین ہیں۔ ہم

اس طرح ان کو آپ کے حوالہ نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ کرتے ہیں کہ انھیں یہیں بلا لیتے ہیں اور وہ جو کچھ کہیں گے اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور تمام مہاجرین کو دربار میں طلب کیا گیا۔ جب وہ سب حاضر ہو گئے تو نجاشی نے پوچھا کہ وہ ایسا کونسا مذہب ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے، اور اپنی قوم، اپنے ملک سے منہ موڑ کر یہاں چلے آئے ہو۔

مہاجرین میں سے حضرت جعفرؓ نے بادشاہ کے سوالات کا اس طرح جواب دیا۔ انھوں نے نجاشی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ ہم جاہل تھے، ہماری قوم جاہل تھی۔ ہم سب بتوں کی عبادت و بندگی کرتے تھے، اور بدکاریاں کرتے تھے۔ حرام کھاتے تھے۔ رشتوں کو توڑتے تھے پڑوسیوں کو ستاتے اور بدسلوکی کرتے تھے۔ ہماری قوم کے طاقتور اشخاص کمزوروں پر ظلم و ستم کرتے تھے۔ پاک دامن وعفیف عورتوں پر تہمتیں لگاتے تھے۔ غرض کہ ہماری یہی حالت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک نبی بھیجا جس کو ہم بخوبی جانتے تھے۔ اس کے خاندان و نسب، اس کی امانت و دیانت اور پاکبازی سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔

اس نبی نے ہم کو ایک اللہ کی طرف بلایا، اور ہمیں صرف ایک اللہ کی عبادت و بندگی کا حکم دیا۔ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے، اور ان تمام معبودوں سے منہ موڑ لیا جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔ اس نبیؐ نے ہم کو سچائی کی دعوت دی، امانت داری کا حکم دیا۔ رشتہ داروں سے میل و محبت کا طریقہ بتایا۔ پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے کا طریقہ سکھایا۔ حرام چیزوں کے کھانے سے روکا، اور ناحق خون بہانے سے منع کیا۔ جھوٹ بولنے سے باز رکھا۔ بری باتوں سے پرہیز کرنے کی تعلیم دی۔ یتیموں کا مال کھانے اور عفیف و پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کو بڑا گناہ بتلایا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت و

بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اس نے ہمیں نماز کی تعلیم دی، روزے رکھنے کا حکم دیا۔ پس ہم نے ان چیزوں کو سچ مانا اور ان تمام چیزوں پر ایمان لے آئے۔

اے بادشاہ! ان باتوں کی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی، اور ہم کو مذہب کے لیے فتنہ میں ڈال رکھا ہے تاکہ ہم پھر دوبارہ اس ناپاک مذہب کے پیرو ہو جائیں۔ جب ان کے مظالم برداشت سے باہر ہو گئے تو ہم نے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور آپ کے ملک میں پناہ گزیں ہوئے۔

اے بادشاہ ہمیں امید ہے کہ ہم پر ظلم و ستم نہ ہو گا اور ہم یہاں سے نہ نکالے جائیں گے۔

بادشاہ حضرت جعفرؓ کی تقریر سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس کا دل بھر آیا اور اس نے کہا،

اے جعفر! کیا تم ہم کو اپنے اس کلام کا نمونہ سناؤ گے جو تمہارے رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ حضرت جعفرؓ نے کھٰیٰعص کی کچھ آیتیں پڑھیں جن کا اس کے دل پر بڑا اثر ہوا، اور وہ اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، اور پھر اس نے کہا خدا کی قسم یہ تورات اور قرآن ایک ہی چراغ کی روشنی ہیں۔

جب یہ نمائندگان قریش اپنی اس چال میں ناکام ہوئے تو انھوں نے ایک دوسری ہی چال چلی۔ انھوں نے دوسرے دن بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بڑے بڑے فاسد خیالات رکھتے ہیں۔ بادشاہ نے پھر ان لوگوں کو بلایا اور سوال کیا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ حضرت جعفرؓ نے جواب دیا کہ ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پیغمبر نے ہم کو بتلایا ہے اور قرآن کی یہ آیت پڑھی:

هو عبد الله و رسوله و روحه و کلمۃ القاٰھا الیٰ مریم العذراء البتول۔

وہ خدا کے بندے، اس کے رسول اور اس کے کلمے ہیں جس کو خدا نے کنواری و پاک مریم کی طرف ڈالا۔

نجاشی یہ سن کر پکار اٹھا۔ خدا کی قسم، حضرت عیسیٰ اس کے سوا کچھ بھی نہ تھے۔ بالآخر قریش مکہ کے یہ نمائندے ناکام واپس ہوئے اور حضرت جعفرؓ مع دوسرے صحابہ کرام کے حبشہ میں رہے۔

اس دوران میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں بدر و احد کے معرکے پیش آئے، غزوۂ خندق ہوا۔ یہود کے بہت سے قلعے فتح ہوئے اور خیبر کا معروف قلعہ بھی فتح کر لیا گیا۔ اس پورے وقفہ میں حضرت جعفرؓ حبش ہی میں قیام پذیر رہے۔ خیبر کی فتح کے بعد آپ مدینہ تشریف لائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آمد سے بہت مسرور ہوئے۔ آپ کو گلے سے لگا لیا، پیشانی پر بوسہ دیا، اور یہ تاریخی جملہ کہا کہ،

"آج مجھے نہیں معلوم کہ کس چیز کی خوشی زیادہ ہے۔ خیبر کی فتح کی یا جعفرؓ کی آمد کی۔" حضرت جعفر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہنے لگے۔

حضور اکرم صلی اللہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت حارثؓ ایک خط دے کر شاہ بصریٰ کے پاس بھیجا، جب حضرت حارثؓ وہاں سے واپس لوٹ رہے تھے تو راستے میں شرحبیل بن عمرو نے آپ کو شہید کر دیا۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ بہت غصہ ہوئے، اور ایک فوج حضرت زید بن حارثہؓ کی ماتحتی میں روانہ کی تاکہ اس خون کا بدلہ لیں۔ اس فوج کے ہمراہ حضرت جعفرؓ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفرؓ سپہ سالار

ہوں، اور اگر وہ بھی شہادت پائیں تو عبداللہ رض سپہ سالار ہوں، اور اگر وہ بھی شہید ہوں تو پھر جسے لوگ مناسب سمجھیں سردار مقرر کر لیں۔

اس طرح تین سو نفوس پر مشتمل یہ لشکر روانہ ہوا۔ مقابلہ ایک لاکھ مسلح فوج سے تھا جنگ شروع ہوئی۔ حضرت زید رض شہید ہوئے۔ حضرت جعفر رض نے علم اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لیکن کہاں تین سو آدمی اور کہاں ایک لاکھ۔ بالآخر حضرت جعفر رض نے بھی جام شہادت نوش کیا، اور حضرت عبداللہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا۔ بالآخر مردانہ وار لڑتے ہوئے وہ بھی شہید ہوئے۔ آپ لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رض کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا۔ حضرت خالد بڑے نبرد آزما سپاہی تھے وہ بڑی چالاکی سے اپنی فوج کو دشمن کے نرغے سے نکال لائے۔

اس معرکہ میں حضرت جعفر رض کے جسم پر تلوار، تیر، نیزہ وغیرہ کے نوے (۹۰) زخم آئے، اور دوسرے شہداء کا بھی یہی حال تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی شہادت کا بڑا رنج ہوا، اور ایک مدت تک آپ غمگین رہے اور آپ کو دربار رسالت " ذوالجناحین " (دو پروں والے) اور طیار کے لقب ملے۔

حضرت جعفر رض بڑے سخی، فیاض تھے۔ غریبوں و مسکینوں کی مدد کرنا آپ کی عادت میں داخل تھا۔ رسول اللہ علیہ وسلم آپ کو "ابو المساکین" کہہ کر مخاطب فرماتے۔

تمام صحابہ کو آپ سے گہری محبت تھی، سب آپ کا احترام کرتے اور وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حضرت جعفر رض کی عظیم الشان قربانی ان کا اخلاص، خدا کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ، اور ان کی پوری زندگی ہر مسلمان کے لیے ایک بہترین اسوہ و نمونہ ہے۔